

اسلامی نظریاتی کونسل

جسٹس خنزیر احمد

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کا مقصد یہ تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، انہیں ملکہ آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت قائم کی جائے، جہاں مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی شرعی اصول و احکام کے مطابق بسر کر سکیں، اور اپنی اسلامی روایات کے مطابق ایک مثالی معاشرہ کی تشکیل کر سکیں۔ بد قسمتی سے پاکستان کے قیام کا یہ بنیادی مقصد آج تک پورا نہ ہو سکا، تاہم اس کے حصول کے لئے ملک کے ہر آئین میں بعض دفعات شامل کی جاتی رہیں، جن کی رو سے ایک ایسے ادارہ کی تشکیل کا اہتمام لازمی قرار دیا گیا، جو حکومت کو ایک صحیح اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے مناسب سفارشات پیش کر سکے۔

چنانچہ ۱۹۵۶ء کے دستور میں اسلامی دفعات کے تحت صدر پاکستان پر اس آئین کے نفاذ کے ایک سال کے عرصہ کے اندر ایک ایسے کمیشن کا قیام عمل میں لانا لازمی قرار دیا گیا جو اسلامی معاشرہ کے قیام کے متعلق حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرے۔ نیز اس ادارے کے فرائض میں یہ بھی شامل قرار دیا گیا تھا کہ وہ رائج الوقت قوانین کو اسلام کے احکام کے مطابق ڈھالنے اور اسلامی احکام کے نفاذ کے لئے اقدامات کی سفارش کرے اور مستحق نماز میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے ایسے رہنما اصولی مرتب کرے، جس سے اسلامی احکام کو قانونی حیثیت حاصل ہو سکے، مگر ۱۹۵۶ء کے دستور کے تحت اس کمیشن کا قیام عمل میں نہ لایا گیا۔

تاہم ۸ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں ملک میں مارشل لا دلا گیا۔ اس کے چار سال بعد ۱۹۶۲ء میں نیا آئین نافذ کیا گیا جس کے تحت اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی گئی جس کے فرائض آئین کی دفعہ ۲۰۲ میں یہ بیان کئے گئے کہ:-

در، مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا، جس سے پاکستان

کے مسلمانوں کو تمام معاملات میں اپنی زندگیوں اسلام کے اصولوں اور تصورات کے مطابق عمل کرنے کی ترغیب اور امداد ملے۔

(ب) قومی اسمبلی کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے استفسار کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے دستور کی دفعہ ۶ کے مطابق یہ سوال کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون قانون سازی کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں (جن میں قوانین کا اسلام کے مطابق ہونا بھی شامل تھا)

پھر ۱۹۶۳ء میں دستوری ترمیم کے ذریعہ کونسل کے ذمہ مندرجہ ذیل کام کا اضافہ کیا گیا۔

(ج) تمام راجح الوقت قوانین کا جائزہ لے کر ان میں ایسی ترمیمات تجویز کرنا جن کے ذریعہ وہ اسلام کے ان تقاضوں اور تعلیمات کے مطابق ہو جائیں جو قرآن و سنت میں ملے گئے گئے ہیں۔ اس آئین کے مطابق اراکین کی تعداد کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ بارہ تھی۔ جن کا تقریباً تین سال کے لئے صدر مملکت کو کرنا تھا۔

چنانچہ جناب جسٹس ابوالصالح محمد اکرم صاحب (ریٹائرڈ جج فیڈرل کورٹ آف پاکستان کی قیادت میں آٹھ اراکان پر مشتمل کونسل تشکیل ہوئی۔ اس کونسل نے یکم اگست ۱۹۶۲ء سے فروری ۱۹۶۳ء تک کچھ کام کیا۔

فروری ۱۹۶۴ء میں جناب چیئرمین سمیت تین اراکان کے مستعفی ہونے پر علامہ ملاؤ الدین صدیقی چیئرمین اور دیگر دو اراکان ان کی جگہ مقرر کے گئے۔ ۱۹۶۵ء میں کچھ نئی تقرریاں کر کے اراکان کی تعداد نو (۹) کر دی گئی۔

جنوری ۱۹۶۹ء میں کونسل کی دوبارہ تشکیل کی گئی اور علامہ ملاؤ الدین صدیقی صاحب کو پھر کونسل کا چیئرمین مقرر کیا گیا، اس کونسل کی میعاد جنوری ۱۹۷۲ء میں ختم ہو گئی۔ فروری ۱۹۷۲ء سے اگست ۱۹۷۳ء تک غالباً کوئی کونسل نہ تھی البتہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں بھی اسی طرح ایک کونسل قائم کرنے سے متعلق دفعات رکھی گئیں۔ اس کے نام اور فرائض منصبیوں چند تبدیلیاں کی گئیں جو یہ ہیں۔

۱۔ کونسل کے ارکان کی تعداد کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ پندرہ مقرر کر دی گئی۔
۲۔ کونسل کے نام سے لفظ "مشاورتی" حذف کر کے صرف "اسلامی نظریاتی کونسل" نام

رکھا گیا۔

۳۔ اس کی بہنیت ترکیبی کے بارے میں مندرجہ ذیل شرائط عائد کی گئیں۔

(ا) جہاں تک قابل عمل ہو، کونسل میں مختلف مذاہب فکر کو نمائندگی دی جائے گی۔

(ب) کم از کم دو ارکان ایسے ہوں گے جو سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج ہوں یا پہلے جج رہے ہوں۔

(ج) کم از کم چار ارکان ایسے ہوں گے جن میں سے ہر ایک کم سے کم پندرہ سال سولی تحقیق یا تعلیم کے کلام میں مشغول رہا ہو۔

(د) کم از کم ایک رکن خاتون ہوگی۔

(ه) پیشتر میں شق (ب) کی صفات کا حامل ہوگا۔

۴۔ کونسل کے فرائض منصبی میں ۱۹۶۲ء کے دستور میں بیان کردہ فرائض کے علاوہ اس

ذمہ داری کا اضافہ کیا گیا کہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے

احکام کی ایک سزول شکل میں شیرازہ بندی کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جاسکے، نیز

۵۔ کونسل کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا کہ وہ قوانین کو اسلامی بنانے سے متعلق اپنی رپورٹ

زیادہ سے زیادہ سات سال میں مکمل کر کے حکومت کو پیش کر دے اور اس دوران ہر سال

ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے گی جس کی وضو لیاقت سے چھ ماہ کے اندر اندر اسمبلی کو خور

کر کے اس کے بارے میں مناسب قوانین وضع کرنا لازم قرار دیا گیا اور حکومت پر مزید دو سال

یعنی اگست ۸۲ء تک اسلام کو پاکستان میں کاملًا نافذ کرنے کی ذمہ داری عائد کر دی

گئی۔

۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت علامہ علاؤ الدین صدیقی کی سربراہی میں قائم شدہ کونسل نے

۱۹۶۲ء تک مجموعہ قوانین پاکستان (PAKISTAN CODE) کی سترہ جلدوں میں منضبط قوانین

یے بعض پر اسلامی نقطہ نگاہ سے غور و خوض کر کے ان کو اسلام کے مطابق بنانے کے لئے سفارشات

کیں جن میں سے چند اہم قوانین، قمار بازی ایکٹ قانون طلاق، قانون ازدواج نصاریٰ قانون مٹھ
قانون شہادت قانون جواز ازدواج، قانون احکام عام، قانون گارڈین و ہوارڈز، قانون چنڈامیاں
اور تعزیرات پاکستان کی بعض دفعات قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح اس کونسل نے آئین کے آرٹیکل ۲۰۴ کی ذیلی دفعہ (ب) کے تحت حکومت کی
طرف سے کئے جانے والے ۱۹ استفسارات کا جواب دیا، اور معاشرہ کو اسلامی خطوط پڑھانے
کے سلسلے میں حکومت کو ۲۲ سفارشات پیش کیں جن میں سے چند اہم یہ ہیں۔ مسلم عائلی قوانین مجوز
۱۹۶۲ء، مسئلہ زلیا، سرکاری و عام تقریبات میں نشہ آور اشیا کے استعمال پر پابندی ماہ
رمضان میں روزے کے اوقات کے دوران کھانے پینے کی تقریبات کے اہتمام کی ممانعت فلم سنسر
بورڈوں میں پختہ ذہن اور اعلیٰ کردار کے حامل اشخاص کا تقرر، اشیا خوردنی میں ملاوٹ کی روک تھام،
نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ تعلیمی پالیسی کی ترتیب، نصاب تعلیم کی تدوین نو، جس کے ذریعہ سے
گرہجو ایشین کے درجہ تک اسلامیات کی لازمی تعلیم اور رضا کارانہ بنیاد پر تنظیم زکوٰۃ وغیرہ۔

۱۹۷۳ء کے دستور کے تحت فروری ۱۹۷۴ء میں چیف جسٹس آف پاکستان جناب

حمود الرحمن صاحب کی قیادت میں کونسل کی تشکیل کی گئی (تین سال بعد فروری ۱۹۷۷ء میں اس کونسل
کی مبعوث ختم ہو گئی)

جسٹس حمود الرحمن صاحب کی سربراہی میں کونسل نے معاشرے کو اسلامی خطوط پر استوار
کرنے کی غرض سے ۳۱ سفارشات حکومت وقت کو پیش کیں۔ جن میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں۔ اسلامی
معاشرے کے قیام کا مفصل خاکہ، اندرون و بیرون ملک تبلیغ، عصمت فروشی کا خاتمہ، پاکستان میں تقویم
ہجری کی ترویج، سادہ قومی لباس کا تعین، سرکاری تقریبات کے دوران نماز کا احترام اور
دفتری اوقات میں نماز کے لئے وقفہ، اصحاب اقتدار کو نماز جمعہ مساجد میں ادا کرنے کی تلقین،
ملازمین کی سالانہ خفیہ رپورٹوں میں ان کے اسلامی کردار کے اندراج کا اہتمام، صوبائی و وفاقی
پبلک سروس کمیشنوں کے امتحانات کے نصاب میں اسلام سے متعلق مضامین کی شمولیت،
رہو کا خاتمہ، اخبارات و رسائل اور دیگر ذرائع ابلغ عام سے عربیائی کا خاتمہ، سرکاری تقریبوں،
فلم سٹیج، اور ٹی وی پر عورتوں کے رقص کی ممانعت، زنا کی صورت میں زانی اور زانیہ دونوں پر

حد کا اجراء اور احترام رمضان وغیرہ۔ علاوہ ازیں کونسل نے آزاد حکومت جموں و کشمیر کے تفریری قوانین اور زکوٰۃ و عشر کے سلسلے میں بھی اپنی سفارشات پیش کیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر کے ساتھ عملی تعاون کیا۔

علاوہ ازیں ۶۲ سے لے کر ۱۹۷۷ء تک متذکرہ کام کے علاوہ کچھلی کونسلوں نے کل ۱۱۳ قوانین پر اسلامی نقطہ نگاہ سے نظر ثانی کی۔

علامہ علاؤ الدین صدیقی صاحب کی قیادت میں کونسل نے ملک کی پہلی یونیورسٹی میں شعبہ اسلامیات کا اجراء اور طلباء میں علوم اسلامیہ کی لازمی تعلیم کے علاوہ وزارت امور مذہبی کے قیام کی سفارشیں کیں، جنہیں حکومت نے منظور کر کے عملی جامہ پہنایا۔

چیت جسٹس آف پاکستان جناب محمود الرحمن صاحب کی قیادت میں کونسل نے جو سفارشات کیں ان میں اتناج بشراب، گھوڑ دوڑ پر چوڑے کا خاتمہ، ٹاٹ کلبوں کی بندش اور حجۃ المبارک کی تعطیل کی سفارشوں کو حکومت نے منظور کر کے عملی جامہ پہنایا۔

۱۹۷۷ء میں جب عساکر پاکستان نے صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی قیادت میں نظریہ ضرورت کے تحت ملک کا نظم و نسق سنبھالا تو انہوں نے اسلامی کونسل کی از سر نو تشکیل کی، اور جناب جسٹس (ریٹائرڈ) محمد افضل چیمہ کو جو اس وقت سپریم کورٹ کے جج عہدے پر فائز تھے، کونسل کا سربراہ مقرر کیا گیا۔

۱۹۸۰ء کے اوائل میں اس کونسل کی سربراہی کے لئے صدر صاحب کی نگاہ انتخاب مجھ پر پڑی۔ چنانچہ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۰ء سے یہ ذمہ داری مجھ پر چیر کے سپرد ہے۔

کونسل نے قرآن مجید کی آیت کریمہ

”الذین ان مکتہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر و لله عاقبۃ الامور“ (الحج ۴۱)

ترجمہ:- یہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں گے تو وہ نماز کا اہتمام کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے اور انجام کار کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔“

کو اساکس بنا کر اپنے کام کی تہجیحات مرتب کیں۔ اس آیت کو لیکر کی رو سے اقامت صلاۃ معاشرتی برائیتوں کا خاتمہ اور نظامِ زکوٰۃ کے ذریعے صحیح اسلامی معیشت کا قیام اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر حدود و تعزیرات اور اخلاقی ضوابط کے نفاذ، معاشرے کو تہذیب و اصلاح کے فرائض حکومت کو انجام دینے ہیں۔

چنانچہ اسلامی کونسل نے سب سے پہلے اسلامی معاشرے کی تشکیل کا ایک جسوا خاکہ مرتب کیا۔ اولیت اقامت صلاۃ کو دی گئی اور اس سلسلے میں کونسل نے حکومت وقت کو دفتری اوقات، سرکاری تقریبات، ریوے سیشنوں، ہوائی اڈوں اور تعلیمی مدارس کے اوقات تعلیم میں نماز پڑھنے کا انتظام کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کیں۔

الحمد للہ کونسل کی سفارشات کی روشنی میں صدر مملکت نے ۲ دسمبر ۱۹۷۸ء کو ریڈیو اور ٹی۔وی پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے تمام سرکار کاٹھکوں میں نماز باجماعت کا اہتمام کرنے کے احکام جاری فرمائے اور خاص طور پر سربراہانِ محکمہ کو حکم دیا کہ وہ خصوصی طور پر نماز میں شرکت فرمائیں تاکہ ماتحت ملازمین پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں۔

اسی طرح کونسل نے ملک میں زکوٰۃ کے نظام کو نافذ کرنے کے سلسلے میں حکومت کو سفارشات پیش کیں۔ چنانچہ صدر پاکستان نے مؤرخہ ۲۰ جون ۱۹۷۹ء کو ملک میں زکوٰۃ کا آرڈیننس نافذ کر کے پہلی بار زکوٰۃ کی وصولی کا نظام رائج کیا، اس آرڈیننس میں چونکہ کچھ معقم باقی رہ گیا تھا اس لئے اس کو ملک کے تمام مسلمان فرقوں کے لئے قابل قبول بنانے کے لئے اسلامی کونسل اور حکومت کے فائندوں کی باہمی مشاورت سے ایک ترمیمی آرڈیننس کا مسودہ تیار کیا گیا، جس کو صدر پاکستان نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو نافذ کر دیا۔ جس پر تمام مکاتیب فکر متفق ہو گئے۔

۱۰ ستمبر ۱۹۷۹ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے صدر پاکستان کو ملک میں شرعی عدالتوں کے قیام کے متعلق ایک خاکہ مرتب کر کے پیش کیا۔ اس سال صدر مملکت نے ملک کے چاروں ہائی کورٹوں میں ایک ایک شریعت بینچ کے قیام کا اعلان کیا۔ اور سپریم کورٹ میں ایک شرعی ایلیٹ بینچ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بعد ازاں سنی ۱۹۸۰ء میں ایک دفاتی شرعی عدالت کی تشکیل کی گئی جس کا اہم ترین فریضہ کتاب و سنت کے خلاف قوانین کو کالعدم قرار دینا ہے۔

ملک میں بڑھتی ہوئی عربیائی، فحاشی اور فحش نگاری کے استیصال کے لئے آرڈیننس بھی مرتب کیا اور حکومت کو پیش کر دیا جائے۔

اس کے علاوہ سمرقہ ڈیمکری، زنا، امتناع شراب، تہمت زنا، اور تازیانے کی سزا کو شریعت کے مطابق دینے کے طریقوں سے متعلق پانچ حدود آرڈیننس مرتب کر کے حکومت کو پیش کئے۔ جن کو ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو نافذ کیا گیا۔

مزید برآں ارکان عدلیہ کی تربیت کے لئے جوڈیشل اکیڈمی کے قیام کی بھی سفارش کی گئی تاکہ شریعت سے ضروری واقفیت ہم پہنچانے کی غرض سے ججوں اور عدالتی افسروں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جاسکے۔ لاہ کالجوں میں دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء کے داخلے اور مہوے میں ایک اردو لاء کالج کے قیام اور شرعی قانون کو خاص طور پر نصاب میں شامل کرنے کی سفارش کی۔

کونسل نے حکومت کو ملک میں ایک لارکیشن کی تشکیل کی بھی سفارش کی۔ چنانچہ صدر پاکستان نے اس کی تشکیل فرمائی اور اس کے سربراہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب مقرر ہوئے، جب کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین اور اس کے ایک ممبر بنائے۔ عہدہ اس کے رکن مقرر کئے گئے۔ اس کے علاوہ چاروں ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس صاحبان بھی اس کے رکن مقرر کئے گئے۔

مؤرخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۷۹ء اور ۲۳ مئی ۱۹۸۰ء کو اسلامی کونسل نے حکومت کو سفارش کی کہ حدود سے متعلق مقدمات کی ابتدائی سماعت ایڈیشنل سیشن جج کی عدالتوں میں کی جائے اور ایڈیشنل سیشن جج کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی سماعت ہائی کورٹ میں قائم شدہ شریعت بیچ کیا کرے۔ چنانچہ ۲۴ جون ۱۹۸۰ء کو صدر مملکت نے صدارتی حکم نمبر ۵ کے نفاذ کا اعلان کیا۔ جس کے تحت حدود سے متعلق مقدمات کی ابتدائی سماعت سیشن کورٹ میں ہونے لگی اور حد کی سزا دینے کی صورت میں اس کی اپیل صرف وفاقی شرعی عدالت میں دائر کی جانے لگی۔ نیز زمانہ کے تمام مقدمات میں اپیل کا اختیار وفاقی شرعی عدالت کو دیا گیا۔

اس کے علاوہ کونسل نے حکومت سے سفارش کی کہ پاسپورٹوں اور شناختی کارڈوں پر ایک خانہ

”دین“ کے متعلق ہونا چاہیے۔ اس پر حکومت نے فروری ۱۹۷۸ء میں جواب دیا اور اس وقت اس پر عمل ہو رہا ہے۔ کونسل نے ریڈیو اور ٹی۔وی کی اصلاح کے لئے کچھ رہنما اصول مرتب کر کے حکومت کو پیش کئے ہیں، مثلاً درس قرآن اور اس کی تفسیر، علمی اور اصلاحی مذاکرات، ممتاز اور معروف شخصیتوں کا نظریہ ملحوظ نظر لیا اور مغرب کے فعلی اثرات کا ازالہ، تعمیر قوم اسلامی تالیفی کے اہم واقعات اور مجاہدین اسلام کے کارنامے، اسلامی رابطہ، چودھویں صدی ہجری کے اختتام اور پندرہویں صدی ہجری کے آغاز کیلئے افتتاحی تقاریب کا انعقاد، ان سفارشات کے پیش نظر ریڈیو اور ٹی۔وی کے پروگراموں میں اسلامی رنگ کی کچھ جھلک نظر آنے لگی ہے۔ اس کے علاوہ ریڈیو اور ٹی۔وی کے اسلامی پروگراموں کا وقت بڑھا دیا گیا ہے۔ جس سے معاشرہ پر اچھے اثرات رتب ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

کونسل نے کورٹ فیس کے خاتمہ کی سفارش کی چنانچہ حکومت نے ابتدائی اقدام کے طور پر پچیس ہزار روپے کے دیوانی مقدمات پر کوئی کورٹ فیس نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

کونسل نے طرز معاشرت کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کے لئے سب سے پہلے ایک حلقہ تہجدیہ نیاق مرتب کر کے تمام پاکستان میں اس کی اشاعت کا انتظام کیا اور اس سلسلے میں قانون و عدلی اور افواج پاکستان اور معاشرے کے دوسرے طبقوں کے لئے قرآن و سنت پر مبنی کتابت چھپوائے اور متعلقہ اداروں کو تقسیم کئے۔

اس کے علاوہ رشوت کے انسداد کے لئے اقدامات تجویز کئے نیز سرکاری اہل کاروں کے انتخاب و تربیت میں علوم اسلامیہ کی حامل افراد کو ترجیح دینے کی سفارش کی۔ سادہ طرز معاشرت اور سادہ لباس کو اختیار کرنے کی سفارش کی، نیز حکومت کے استفسار پر کونسل نے حکومت کے دعوت و لمیہ کی اجازت دینے اور اس میں جہانوں کی تعداد مقرر کرنے کے بارے میں بھی سفارش کی۔ کونسل نے ہندوستان میں مقیم مسلمان لاوارث اور بے سہارا خواتین اور لڑکوں کو پاکستانی شہریت دینے کی بھی سفارش کی تاکہ وہ پاکستان میں مستقل سکونت اختیار کر سکیں۔

ادکان عدلیہ اور وکلاء کی اسلامی فقہ اور اسلام کے نظام تعینات تربیت کے لئے کونسل نے ایک ادارہ قائم کرنے کی سفارش اپنے اجلاس مؤرخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۸ء اور ۲۹ جولائی ۱۹۷۸ء

کہ منظور کی تاکہ ان حضرات میں اسلامی نظام عدل کے بنیادی اصولوں کا شعور اور ادراک پیدا ہو۔ اور وہ مرد و عورتی نظام قانون و عدل پر اس کی واضح فوقیت کو محسوس کرتے ہوئے اس کو صحیح طور پر نافذ کر سکیں۔ اس سلسلہ میں میں ایک یادداشت بھی ۱۹ فروری ۱۹۸۱ء کو بوساطت وزارت مذہبی امور صدر مملکت کی خدمت میں ارسال کی گئی۔ صدر صاحب کی ہدایت پر اسلامیہ یونیورسٹی میں اس کے لئے ایک علیحدہ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا اور اس سلسلہ کا پہلا تربیتی کورس ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو شروع کیا گیا جس سے ہماری نیک توقعات وابستہ ہیں۔

کونسل نے موجودہ قانون شہرہ جو رسم و رواج پر مبنی ہے اس کی جگہ اسلامی قانون شہرہ مدن کیا۔ اور قصاص و دیت پر اسلامی قوانین بھی مرتب کئے۔

مسلم عائلی قوانین آمد ڈینس میں ترمیمات مرتب کیں۔ قاضیوں کی عدالتوں کے قیام سے متعلق حکومت کے ارسال کردہ ہر دو آرڈیننسوں پر اپنی مفصل رائے دی اور اس عرصہ میں آج تک وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں اور مختلف محکموں کی جانب سے موصول ہونے والے اسی (۸۷) استفسارات کے جوابات دیئے۔

کونسل نے یہ سفارش بھی کی کہ سرکاری تقریبات میں قومی لباس اپنایا جائے جس کا پہلے سے حکومت تعین کر چکی ہے۔ کونسل نے یہ محسوس کیا کہ سرکاری تقریبات میں سرکاری نمبر لونج سوٹ (LOUNGE SUIT) پہننے ہیں چنانچہ کونسل نے یہ سفارش کی کہ سرکاری تقریبات میں مشرکاء کو لونج سوٹ پہننے کا اختیار نہ دیا جائے۔

سرکاری دفاتر کے لئے قمیض / کرتہ اور شلوار / پاجامہ بطور دفتری لباس شیعروانی، سویٹر اور ٹی / گریٹی کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز سرکاری دفاتر میں ملازم خواتین ایسا لباس زیب تن کریں جو حجاب کے تمام تقاضوں کو پورا کرے۔

الحمد للہ، کونسل کی ان سفارشات پر عملدرآمد کے احکام جاری ہو چکے ہیں، اور صدر مملکت نے یکم دسمبر ۱۹۸۱ء سے تمام سرکاری ملازمین کو قومی لباس پہننے کی ہدایات جاری کر دیں۔

کونسل نے قانون شہادت ایکٹ ۱۹۷۲ء کے بارے میں اپنی سفارشات منظور کیں اور اسلامی قانون شہادت کی تدوین کے کام کا آغاز کر دیا ہے نیز اسلامی احکام (داو امر و نواہی) کی

ایک فہرست کی تیاری کا کام بھی جاری ہے، تاکہ قرآن مجید میں جو احکام (ادامہ و نوہی) بیان ہوئے ہیں ان کو مناسب شکل میں مرتب کر دیا جائے اور قانون سازی میں آسانی ہو۔

کونسل نے رائج الوقت قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے سلسلے میں بھی کام کا نئے سرے سے آغاز کر دیا ہے اور وہ اس طرح کہ اب تک جن قوانین پر سابقہ کونسلیں اپنی رائے دے چکی ہیں اور جو آراء مختلف اجلاسوں کی کارروائیوں اور رپورٹوں کی شکل میں منتشر اور پھیل چکی ہیں ان کو جلد وار مرتب کیا جائے اس سلسلے میں جن قوانین پر سابقہ کونسلوں نے رائے نہیں دی ہے، ان پر غور کر کے یہ کونسل اپنی رائے حکومت کو پیش کرے گی۔ چنانچہ کونسل اس سلسلے میں پاکستان کو ڈسکے جلد اول میں مندرج اکیاوں قوانین پر اپنی رائے منضبط کر کے ایک رپورٹ طبع کرا چکی ہے۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور وقفے وقفے سے کونسل پاکستان کو ڈسکی یقینہ جلدوں پر بھی اپنی آراء اور تبصرے مرتب کرنے کے بعد طبع کرائے گی۔ اور حکومت کو پیش کرے گی۔ یہ کام خاصا طویل، دشوار اور محنت طلب ہے لیکن اُمید ہے کہ کونسل اپنے ممبران اور پاکستان کے دیگر ماہرین، فقہاء کے تعاون سے اس کام کو باہر تکمیل تک پہنچا سکے گی۔

علاوہ ازیں کونسل نے ملکی انتخابات کے تعلق سے اسلامی نظام حکومت کے ڈھانچے کی تشکیل کے سلسلے میں بھی بہت سا کام کر لیا ہے۔ امید ہے کہ کونسل ماہرین قانون، علماء کرام اور دیگر اصحاب علم و فکر کی آراء و موصول ہونے کے بعد اپنی رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کر سکے گی، لیکن اب اس میں خاصا وقت لگے گا کیونکہ آراء کے موصول ہونے کے بعد ان کا نکتہ وار تجزیہ ضروری ہو گا۔ اور اس کے بعد اگر ضروری سمجھا گیا تو کونسل تبادلہ خیال کی غرض سے ان میں سے بعض ماہرین قانون، علماء کرام اور اصحاب علم و فکر کو نکات کی توضیح و تشریح اور افہام و تفہیم کے لئے دعوت دے گی۔